Registered

L. No. 89.



نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۸) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۳۰ - نومبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

بحوالہ اشتہار گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کمیٹی ممتحنان نے مندرجہ ذیل صاحبان کو اس امتحان مقابلہ میں کامیاب امیدوار قرار دیا ہے جو عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی کے لئے بمقام لاہور بتاریخ یکم ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء و ایام مابعد منعقد ہوا تھا نتائج امتحان پنجاب گزٹ مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کے حصہ سوم میں شائع کئے گئے ہیں:- شیخ خورشید محمد صاحب ایم۔ اے لالہ لال سنگھ صاحب مسلمانوں کے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ محمڈن کالج علیگڈھ کو بہ نسبت ہندوستان کے تمام اور کالجوں کے خصوصیت کے ساتھ یہہ عزت و فخر حاصل ہے کہ والا جاہ ہندوستان کے تمام حکام و روسا عظام نے کالج کو ملاحظہ فرمایا اور خوشی ظاہر فرمائی تھی کہ آئندہ ہونے والے بادشاہ پرنس آف ویلز بہادر نے بھی اِس قومی درسگاہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے محروم نہ رکھا۔ یہہ خبر بھی ناظرین نے خوشی سے سنی ہوگی کہ ۲۰ اکتوبر کو ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سر ڈگلس لاٹوش صاحب بہادر نے کالج کی عزت افزائی فرمائی۔ کالج ٹرسٹیز کی طرف سے ایڈرس دیا گیا جس کا جواب نہایت ہمدردانہ تھا۔ اب ۱۹ نومبر کو لارڈ کچنر بہادر کالج میں رونق افروز ہوتے۔ اور ۱۶ جنوری کو حضور امیر حبیب اللہ خان صاحب شاہ کابل کالج کو عزت دینے والے ہیں۔ اس کے بعد فروری میں صوبہ جات متحدہ کے آئندہ لفٹنٹ گورنر مسٹر ہیوٹ صاحب بہادر اور پھر اپریل میں ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو صاحب بہادر وائسرائے ہند کی تشریف آوری کی عزت حاصل کریگا۔ رجاسوس) سینٹ پیٹرس روم میں ہائی آلٹر (اونچی قربانگاہ) کے نزدیک ایک بم کا گولا پھینکا گیا۔ مگر خیر گذری کہ کسی کو نقصان نہ پہنچا مگر جا اس وقت بھرا ہوا تھا۔ پوپ صاحب نے گرجا بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے۔ بم کے گولے میں لوہے کی کیلیں بھری ہوئی تھیں۔ جاپان کے شہزادہ فوشیمی کو میکاڈو کیطرف سے حکم ہوا ہے کہ شہزادہ آرتھر آف کناٹ کی سیر جاپان کے معاوضہ میں انگلستان کو جاوے۔ مراکو کی حالت دن بدن ابتر ہوتی جاتی ہے۔ کنیڈین پیسیفک ریلوے نے انگریزی ڈاک کے لئے نزدیک ترین خشکی کا راستہ تیار کر لیا ہے۔ اور ان کو امید ہے کہ انگلستان سے ہانگ کانگ پہنچنے میں اب صرف ۲۷ دن لگا کرینگے۔ ۱۹ نومبر کی تیسرے پہر آسٹریلیا میں مغربی آسٹریلیا کے ساحل پر ایک سخت جھونکا بھونچال کا آیا۔ کالکا شملہ ریلوے بہت جلدی گورنمنٹ آف انڈیا کے تفویض اور اختیار میں کر دیجائیگی۔ کلکتہ میں لیڈی منٹو کی یادگار کا چندہ سولہ ہزار روپیہ سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اور اس کے متعلق منتظمہ اور عام کمیٹیاں مقرر ہو گئی ہیں۔ چین کا ایک باشندہ مسٹر کنگ کنفیوشس کی اولاد میں سے ایک ہے۔ وہ اب ییل یونیورسٹی میں ایک طالب علم ہے۔ برطانیہ کلاں کی سلطنت متحدہ سے پانسو سکول ٹیچر یونائیٹڈ سٹیٹس کو جانے والے ہیں تاکہ پبلک مدرسوں کے سسٹم کا معائنہ کریں۔ برما کی سرکار کیطرف سے ایک میڈیکل کالج جاری ہونے والا ہے۔ کولمبیا میں جو لوگ چھوت کی بیماری سے فوت ہو جاتے ہیں یا جو کسی نہ کسی طرح سے علاقہ کولمبیا کی افسروں کے ماتحت ہوں انکی لاشیں بجائے دفن کئے جانے کے تنور میں جلائی جائینگی یہہ حکم وہاں کے مسیحی رعایا کے لئے ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۳ نومبر میں کل پنجاب کے اندر ۱۹۱۰ وفاتیں پلیگ سے ہوئیں۔ اس سے پیشتر کے ہفتہ میں ۱۲۲۳ اموات تھیں ۲۶۸ کا اضافہ ہوا۔ صاحب چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے حکم دیا ہے کہ تمام جج اور وکالت پیشہ لوگ عدالت کے وقت ایک خاص وضع کی بالوں کی ٹوپیاں پہنا کریں۔ ضرب سکہ کے لئے گورنمنٹ نے ایک کروڑ ۳۰ لاکھ تولے چاندی اور خریدی ہے۔ شاہ بوہیریا کے دو بھائی ہندوستان کی سیر کو آنے والے ہیں۔ ۱۵ نومبر کو حیدرآباد سندھ کی کچہری کلکٹری میں سخت آتشزدگی ہوئی۔ خزانہ جس میں ۲ لاکھ نقد اور ۲ لاکھ کے نوٹ تھے بچ گیا۔ باقی تمام کاغذات اور سامان عمارات کے جل گیا۔ سیٹھ گوبند داس کارنوالس اسٹریٹ نمبر ۱۶ میں ایک سودیشی بازار تعمیر کرنے والے ہیں اس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ دو سو دوکانیں بنائی جائینگی۔ ایک ہال سودیشی کے لیکچروں اور جلسوں کے واسطے بھی بنایا جائیگا۔ ہز مجسٹی امیر کابل نے گورنمنٹ ہند کے ذمہ کا جمع شدہ ۷ لاکھ روپیہ نہ لینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ۱۸ نومبر کو دہلی میں ایک نہایت براق شہاب ثاقب نمودار ہوا جس کی روشنی سے آسمان روشن ہو گیا۔ شمال سے آیا اور جنوب کی طرف چلا گیا۔ اس کے پھٹنے کی آواز اچھی طرح سنائی دی۔ جن دو طالب علموں نے مدراس میں امتحان کے پرچے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ٹیک چلنی کے ملکوں پر بحال ہو گئے مگر سرکاری ملازم ماخوذ ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

کچھ اپنی بابت۔ پادری کے۔ بی۔ سرکار صاحب تعلقہ میرٹ سے نورافشان کے بارے میں حسب ذیل لکھتے ہیں "میں نورافشان سے بڑی دلچسپی رکھتا ہوں اور ہر پنجشنبہ کے روز اس کی راہ دیکھتا رہتا ہوں اور نہ فقط میں بلکہ کئی ایک اور صاحب بھی۔ کیونکہ یہ ایسا پرچہ ہے (نورافشان) ایک ایونجلسٹ کا کام دیتا ہے۔" یہ الفاظ پادری صاحب کے قلم سے اُس بیقراری اور مایوسی سے طبعاً نکلے ہیں جو ۱۶ نومبر کا پرچہ بروقت نہ ملنے سے ان کے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ ہم پادری صاحب کی اس اظہار رائے پر خوش اور ان کے شکر گذار ہیں جو وہ نورافشان کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس بات سے خوش ہیں کہ نورافشان واقعی اپنے فرائض ادا کرنے میں کس قدر کامیاب ہوا ہے۔ یقین ہے کہ جہاں جہاں نورافشان جاتا ہے بالضرور وہ "ایک ایونجلسٹ کا کام دیتا ہے"۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ حتی المقدور اس کو ایک "ایونجلسٹ" بنانے میں برابر کوشش کرتے رہینگے۔ مگر ہمیں اپنے اکثر ہمقوم بھائیوں پر ایک افسوس ہے کہ وہ نورافشان کی مالی امداد بہت کم کرتے ہیں۔ بھائیو! ہمدردی اور جوش اس امر کے مقتضی ہیں کہ اس "ایونجلسٹ" کی آپ لوگ مالی امداد ضرور کریں۔ خود اسکو خریدیں اور دوسروں کو اُس کے خریدنے کی ترغیب دیں تاکہ یہ پرچہ غیر محدود اشاعت میں شایع ہو۔ آپ لوگ خود مالی امداد فرماویں۔ اگر ہمارے موجودہ خریدار صرف دو دو خریدار ہی آیندہ سال کے لئے پیدا کر دیں تو کیا اُن کے سامنے یہ کوئی مشکل کام ہے؟ قبل ازیں ہمنے اس امداد کے لئے التجا کی تھی مگر آجتک ہمارے بھائی کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے ہیں۔ خیر۔ ہم اپنے بھائیوں سے پھر التجا کرتے ہیں کہ آیندہ سال کے لئے کوشش فرماکر ہمیں ممنون و مشکور فرماویں۔

شادی خانہ آبادی۔ اگرچہ یہ ایک مشنری صاحب کی شادی ہے مگر اس میں انگریزوں اور دیسی مسیحیوں اور ہندو مسلمانوں کا اتحاد اور میل جول ایک حد تک نمایاں ہے اس مہینہ میں ۱۴ نومبر کو مشن سکول امرتسر کے پرنسپل ریورنڈ اے۔ سی کلارک صاحب کی شادی دیسی گرجا میں ہوئی۔ شادی کے موقعہ پر سب معززراکین شہر مسیحی صاحبان وغیرہ موجود تھے۔ مدرسہ کے پرانے طالب علم بھی مدعو کئے گئے تھے۔ سب سے پہلے سب صاحبان جمع ہوگئے پھر پادری میکنزی صاحب رجن کے نام امرتسر کا ضلع عیسائی کمیونٹی کیطرف سے منسوب ہی) پکار کرنے کھڑے ہوئے پکار کے بعد لارڈ بشپ صاحب لاہور نے دلہن کا ہاتھ دولہا کے ہاتھ میں مسیحی طریق رسم شادی کی ادائگی میں دیا۔ دو لو صاحبان پھر چلد یئے۔ ہنی مون منانے کے بعد جب واپس آئے تو انکی اس شادی کی تقریب پر مدرسہ کے طلبا اور استادوں نے ایک خاص جلسہ کی ٹھہرائے اور جلسہ کو زیادہ مناسب اور دلچسپ بنانے کیواسطے اسی مدرسہ کے ایک پرانے طالب علم کو تہنیت نامہ لکھنے کو کہا جو مصنف نے پورے واقعات کا سچا فوٹو اوتارا ہے اس میں ایک بڑی بات یہ رکھی ہے کہ زبان نہایت ہی سلیس عمدہ۔ دلکش ہونے کے علاوہ ایک مسیحی شادی کا نہایت ہی عمدہ نقشہ کھینچا ہی۔ تہنیت نامہ صیغہ مراسلات میں درج ہے۔

آج ۲۴ تاریخ کو یہ جلسہ تھا۔ پادری وایٹ برخت صاحب یعنے دلہن کے باپ نے پہلے دعا پڑھی جس میں دونوں کے لئے خصوصاً اور حاضرین جلسہ کے لئے عموماً نیک انجام کی استدعا تھی۔ پھر ایک بھجن کے بعد ماسٹر شبدت سنگھ صاحب نے یہ تہنیت نامہ پڑھا۔ پھر مسٹر سرکار ہیڈ ماسٹر مشن سکول نے ایک برجستہ تقریر میں مبارکباد دی۔ پھر ایک شادی کا بھجن ہوا۔ مدرسہ کیطرف سے چند ایک اشیا پیش کی گئی اخیر میں ریورنڈ میکنزی صاحب نے ایک اسی قسم کی تقریر کی خاتمہ پر دولہا یعنے ریورنڈ کلارک صاحب نے فرمایا۔ وہ لوگ غلطی پر ہیں جنکا یہ خیال ہے کہ دیسیوں کو انگریزوں کے ساتھ محبت نہیں۔ میں اس کا یہی ثبوت دیکھتا ہوں میری خوشی کو اس مدرسہ کے استادوں اور لڑکوں نے اپنی خوشی تسلیم کرکے ایک گونہ مسرت بخشی ہے میں اپنی طرف اور اپنی میم صاحبہ کیطرف سے سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اخیر میں لائچی پان مہمانوں میں تقسیم کئے گئے۔ لڑکوں میں مٹھائی بٹی۔ اور سب خوشی خوشی پھولوں کے ہار پہنے رخصت ہوئے۔

ایک فحش اشتہار کا مقدمہ۔ حال ہی میں حکیم عبدالعزیز صاحب مالک ایڈیٹر رسالہ الکامل پر اس بنا پر ایک مقدمہ صاحب مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں دائر کیا گیا ہے کہ انہوں نے "مسیح کامل" کے عنوان سے ایک فحش اشتہار چھپایا اور اخبار وکٹوریا گزٹ بریلی میں تقسیم کروایا تھا۔ ملزم کے اقبال پر اس کو ۵۰ روپیہ جرمانہ ہوگیا۔ ہمیں حکیم صاحب کے ساتھ افسوس اور ہمدردی تو ضرور ہے۔ مگر شکایت بھی اس امر کی ہے کہ قریب قریب ہر ایک اردو اخبار میں بہت سے گندے اور فحش اشتہارات برابر چھپتے رہتے ہیں اور کوئی اس کا پرسان نہیں ہوتا۔ ایسے اشتہار ماسوائے فحش اور مخرب اخلاق ہونے کے حد درجہ کے مبالغہ آمیز ہوتے ہیں۔ بارہا لوگوں کی زبانی سنا گیا ہے کہ ہمنے فلان کارخانہ سے بموجب فلان اشتہار فلاں دوائی منگوائی مگر سوائے پیسہ خراب کرنے اور مایوس ہونے کے کوئی اور فائدہ نہ اٹھایا۔ کیا ایسے اشتہارات کبھی بھی ہندوستان کی جسمانی۔ مالی۔ اخلاقی ترقیات میں ممد اور معاون ہونے کا دم بھر سکتے ہیں؟ کیا ایسے اشتہار ہندوستان کو برباد نہیں کر رہے ہیں؟ جو اخبارات ایسے اشتہارات شایع کرتے ہیں وہ اُن اشتہاروں کے ہمراہ ہوکر ہندوستان کو بہت نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری مہربان اور منتظم گورنمنٹ جہان اور بے بنیاد باتوں کا انتظام کرتی اور بہبودی خلائق

مسیح خلقت کا پہلوٹھا ہے۔ پولس رسول مسیح کے اس تعلق کے بارے میں جو وہ خلقت سے رکھتا ہے کلسی ۱: ۱۵ سے ۱۷ تک میں یوں فرماتا ہے کہ "وہ اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے۔ کیونکہ اسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا ان دیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ ساری چیزیں پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے۔ اور اُسی سے (یونانی۔ میں) ساری چیزیں قائم رہتی ہیں"۔ یہہ ایک نہایت دقیق اور مشکل مقام ہے اسمیں خدا سے لیکر خلقت کی تمام چیزوں تک ایک سلسلہ نظر آتا ہے۔ خدا سے مسیح مولود ہوا۔ اور مسیح سے ساری خلقت پیدا ہوئی خدا اور خلقت کے درمیان میں مسیح ہے۔ مسیح کو ایک جانب خدا سے تعلق ہے اور دوسری جانب خلقت سے۔ خدا کا تعلق اُس کے ساتھ یہہ ہے کہ اُس میں "اندیکھے خدا کی صورت" یعنی خدا کی ذات کے کل کمالات عالم کے سامنے منکشف کر دیئے گئے ہیں۔ اور اسی بیٹے خداوند یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ "جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا ۱۴: ۱۵)۔ اور اسی میں وہ ایک ہے۔ جو تعلق مسیح خلقت کے ساتھ رکھتا ہے وہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ "تمام خلقت کا پہلوٹھا ہے"۔ یعنی عالم یا خلقت کے اعلیٰ ترین کمالات جو خدا کے ذہن میں موجود تھے وہ اُسمیں ہیں۔ اور اُسی کے ذریعہ سے اور اسی کیواسطے منصہ ظہور پر نمایاں ہوگئے (محمدی لولاک لما خلقت الافلاک کا مصداق مسیح ہی) اس مقام میں کئی ایک الفاظ ایسے ہیں جو زیادہ حیران کرنے والے مگر زیادہ ترین غور طلب ہیں۔ یعنی ۱۶ آیت تا ۲۷۳ ۲ ان آؤٹو۔ (اُسمیں)۔ اور ۱۷ویں آیت میں تا ۲۷۵ ۲ ڈی آؤٹو۔ (اُس کے وسیلے سے) ۲۳ ۲۷۷۲ اِیس آؤٹان (اس کے واسطے) یہاں الفاظ اُسمیں اور اُس کے وسیلہ سے کے درمیان بڑا فرق ہے اور ایسے ہی معنی اور مطلب میں بھی فرق کرنا چاہیئے۔ خیر ہم اس لفظی بحث کو چھوڑ کر اصل مدعا کیطرف آتے ہیں جسمیں یہہ بحث بھی ایک گونہ حل ہو جائیگی۔ اس مقام سے مسیح کے بارے میں کئی ایک خاص باتیں مترشح ہوتی ہیں جو کسی مخلوق پر کبھی بھی صادق نہیں آسکتیں۔ یعنی (۱) اول یہہ کہ مسیح "تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہوا" یعنی اس میں خلقت کے کل کمالات اور جلال ازل سے موجود ہیں اور کہ وہ کمالات اور جلال عین وقت معینہ پر خلقت میں ظاہر ہوئے۔ خدا کے ذہن میں جو کمالات اور جلال خلقت کا موجود تھا وہ ازل سے مسیح میں موجود اور قائم تھا۔ اتھاناسیوس نے (جو ۳۲۵ عیسوی کے جلسہ نکایہ میں آریوس کے خلاف بحث کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اور جو سکندریہ کی کلیسیا کا ایک ڈیکن تھا۔ اور جسکی تعلیم اس جلسہ میں مستند سمجھی گئی تھی) اپنی ایک کتاب میں اس حقیقت کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔ وہ اس واسطے پہلوٹھا نہیں کہلاتا کہ وہ باپ سے تھا کیونکہ ہمہ ہیں دقت وہ اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے) مگر اس لئے کہ اس میں خلقت نے وجود پکڑا۔ اور جس طرح وہ خلقت سے پہلے بیٹا تھا۔ جس کے وسیلے سے خلقت پیدا ہوئی تھی۔ اُسی طرح پیشتر سے تمام خلقت کا پہلوٹھا کہلاتا تھا۔ اور اس سے یہہ امر بھی کم نہیں کہ کلمہ خود خدا کے ساتھ تھا اور وہ کلمہ خدا تھا"۔ اوگسٹین بزرگ کہتا ہے کہ "خدا نے جو کچھ کہ خلقت میں بنانا تھا وہ کلمہ میں موجود تھا۔ اور نہ ہی اشیاء میں کوئی شے ہوتی اگر وہ کلمہ میں نہ ہوتی" (۲) دوسری بات اس مقام سے یہہ ظاہر ہوتی ہے کہ جب عالم پیدا کیا گیا تھا تو اس کی جڑ اور بنیاد عین مسیح میں تھی۔ یعنی عالم اُس کے تصور کا انکشاف یا مادی ظہور ہے۔ وہ تصور جو خلقت کا مسیح کے اندر تھا محض ایک خیال یا قیاس نہ تھا بلکہ عالم کی کل موجودہ اشیاء کی نہایت لطیف اور نادیدنی مکمل ہستیاں تھیں (۳) باپ کا خالقانہ عمل براہ راست فعل نہ تھا بلکہ خدا کی قدرت خالقہ نے یسوع مسیح کے ذریعہ سے عمل کیا۔ "ساری چیزیں اُس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ کہ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہ ہوئی" (یوحنا ۱: ۲)۔ (۴) عالم کی پیدائش کی علت غائی مسیح ہے۔ عالم عالم ہی کی یعنی اپنی ہی خاطر نہیں بنا بلکہ مسیح کی خاطر اور مسیح کی وساطت سے خدا کی خاطر "تاکہ باپ بیٹے میں جلال پائے" (یوحنا ۱۴: ۱۳)۔ (۵) اُس سے علیحدہ عالم کی ہستی ناممکن ہے۔ اور نہ ہی عالم کی ہستی مسیح کے بغیر جاری رہ سکتی ہے۔ اگر مسیح اس سے علیحدہ ہو جائے تو کل خلقت میں بے ترتیبی پڑ جائے۔ بلکہ ہستی ہی نہ رہے۔ عالم کی ہستی کا دارومدار اور مرکز مسیح ہے۔ کیونکہ "اُسی میں ساری چیزیں قائم رہتی ہیں"۔ پس خلقت میں سے ہر قسم اور مرتبہ کی اشیاء خواہ وہ مادی ہو یا روحانی۔ پولیٹیکل ہوں یا مارل خوبصورت ہوں یا بدصورت سبھوں کو مسیح کے ساتھ کم و بیش بعیدی یا قریبی رشتہ اور پیوستگی ہے۔ "مسیح سب میں سب کچھ ہے"۔

پنجاب میں ڈاکخانہ جات کا اضافہ۔ اس سہ ماہی میں جو ۳۰ ستمبر کو ختم ہوئی پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبجات میں ذیل کے نئے ڈاکخانہ جات کھولے گئے ہیں۔ انبالہ ڈویژن میں رائیپور کلاں۔ نیٹو انفنٹری بازار انبالہ۔ امرتسر ڈویژن میں بھکی وِنڈ۔ چوہڑا اور ریلوے سٹیشن پر۔ بکشن کوٹ۔ چناب ڈویژن میں گوبند پور چک نمبر ۲۹۵۔ کونپور۔ جگگانا اور ریلوے سٹیشن پر۔ رستم نگرنہ

(ریلوے) شاہ جیونا (ریلوے) وریام (ریلوے) کانگڑہ ڈویژن میں بدولی۔ کشمیر ڈویژن میں لنگیٹ لاہور ڈویژن میں اورا کلاں۔ یوسف والا (ریلوے) سنگ پورا۔ کوٹ یعقوب۔ لودیانہ ڈویژن میں بھلیوال۔ گرا۔ ملتان ڈویژن میں چودھری (ریلوے) پشاور ڈویژن میں کلپانی۔ سیالکوٹ ڈویژن میں گگل گڑھالہ۔ ڈھلیوالی۔ سندھ ساگر ڈویژن میں ہل۔ جبا ملک پور۔ ساوہ رن ڈویژن میں نارنول (ریلوے) کانگڑہ ڈویژن میں میں ذنگ کولاریاں پوسٹ آفس بدل کر دھورتی آفس ضلع کانگڑہ میں ہوگیا ہے۔ اور اسی عرصہ میں انہیں صوبجات کے اندر ذیل کے پوسٹ آفس بند ہوگئے۔ انبالہ ڈویژن میں پرکھالی۔ امرتسر ڈویژن میں چنتی اور راولپنڈی۔ گجرات ڈویژن میں سلسرات۔ پھلیروان سلاہور ڈویژن میں کما۔ لودیانہ ڈویژن میں چھین۔ بسلا۔ سرگوندہ۔ راؤں کلاں۔ سیالکوٹ ڈویژن میں چک وادن۔ اوراناء۔ ساوہ رن ڈویژن میں برنیا (ریلوے) سجوالی۔ لساتی۔ رو باؤ۔ سلطان پور۔ کالکا شملہ لائن ڈویژن میں جبلی۔ کوری (ریلوے سٹیشن پر)

بدرقادیانی اور ڈاک ولایت۔ بدرنام کو تو ہے مگر اسمیں روشنی ہلال کی سی بھی نظر نہیں آتی۔ اسی لئے وہ واقعات اور رایوں کو صاف صاف ہرگز دیکھ نہیں سکتا اور نہ ہی غلط اور صحیح بیانات میں اسکو قوت امتیازی حاصل ہے۔ مثال کے طور پر ۵ نومبر کے بدر میں سے چند ایک سیاہی کے داغ پیش کرتے ہیں۔ کسی پادکیلی صاحب ساکن شکاگو (امریکہ) کی رائے کا جو کسی رومن کیتھلک پادری کی کسی کتاب متعلقہ عیسوی مذہب اور یسوع مسیح کے تاریخی حالات بیان کرتے ہوئے۔ اس پادری صاحب کی تحقیق کے نتائج مذکور کرتا ہے۔ "میں یقین رکھتا ہوں کہ یسوع نے اپنی ساری عمر میں نہ اشارۃً نہ کنایتہً۔ نہ اعتقاداً نہ عملاً کبھی یہہ دعوےٰ نہیں کیا تھا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں" آگے چلکر لکھا ہے کہ پادری صاحب موصوف کہتے ہیں کہ "یسوع کے متعلق معلومات کا ذخیرہ جو کچھ کہ ہمارے پاس موجود ہے وہ صرف اناجیل ہی ہیں" جناب من! معلومات کے اسی ذخیرہ سے مسیح کا خدا اور خدا کا بیٹا ہونا آفتاب نصف النہار کی مانند ظاہر ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو یوحنا ۱۷: ۵۔ "اور اب اے باپ۔ تو مجھے اپنے ساتھ اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدایش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ جلالی بناوے" (ایضاً۔ آیت ۱) "اے باپ وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر۔ تاکہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے"۔ اس تمام باب میں باپ اور بیٹے کا ذکر بار بار خود مسیح کی زبان سے آیا ہے۔ یوحنا ۱۴: ۱۳ "تاکہ باپ بیٹے کے باعث جلال پاوے"۔ "جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا"۔ یوحنا ۱۰: ۳۰ "میں اور باپ ایک ہیں"۔ یہودیوں نے اس دعوے سے یہی سمجھا اور درست سمجھا کہ "تو اپنے آپ کو خدا بناتا ہے"۔ اور مسیح نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنی اور باپ کی وحدانیت بیان کی (۱۰: ۳۲ آیت) علاوہ اسکے اور بہت سے مقام ہیں جنہیں مسیح نے اپنے آپ کو بیٹا اور خدا کو باپ کہا۔ اور خدا نے مسیح کو بیٹا کہا۔ اگر اب بھی ایسے اندھے اور مرتد پادری صاحب اور بدنام رکھنے والے تاریک اخبار نہ دیکھیں تو انجیل کا کیا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہہ ہے کہ "انجیل کوئی بھی یسوع کے زمانہ میں یا اس کے قریب زمانہ میں لکھی نہیں گئی تھی۔ بلکہ جن لوگوں کیطرف منسوب کیجاتی ہیں وہ بھی دراصل ان کے مصنف نہ تھے کوئی ڈیڑھ سو سال بعد مسیح لکھی گئی اور کئی دو سو بعد مسیح لکھی گئی"۔ واہ صاحب! واہ!! "تاریخ دانی" بھی اسی کا نام ہے۔ یہاں الفاظ "بعد مسیح" سے مراد بالضرور مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد ہے کیونکہ مسیح ازروے اناجیل قریباً ساڑھے تینتیس سال کی عمر میں صعود کر گیا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ اناجیل مسیح کے صعود کے ڈیڑھ یا دو سو سال بعد لکھی گئیں؟ علماء مسیحیہ کا اسپر اتفاق رائے ہے کہ سب سے آخری تصنیف شدہ کتاب یوحنا کی انجیل ہے اور باقی سب کتابیں اس سے پیشتر لکھی جاچکی تھیں۔ اور یوحنا ہی وہ تھا جو تمام رسولوں کے بعد فوت ہوا یعنی قریب سنہ ۱۰۰ء کے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ انجیل مقدس کی کل کتابیں سنہ ۳۴ء و سنہ ۱۰۰ء کے درمیان لکھی گئیں یعنی مسیح کے صعود کے کوئی کے بعد ستر برسوں کے عرصہ میں۔ پھر رسولی بزرگوں کی تصانیف میں صدہا اقتباس اناجیل سے ملتے ہیں اور یہہ رسولی بزرگ یعنی وہ کلیسیائی استاد جو رسولوں کے بعد تھے اور ان کے ساتھ ذاتی رفاقت رکھتے تھے۔ انہیں برناباس رومی کلیمنٹ۔ اغناطیوس۔ پولیکارپ ہرمس۔ اور پاپیاس شامل ہیں۔ کلیمنٹ اور ہرمس ہمعصر تھے (سنہ ۹۲ء سے سنہ ۱۰۱ء تک) برناباس کا خط اول صدی کے اختتام سے پیشتر قلمبند ہوا۔ پولیکارپ سنہ ۶۹ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۵۵ء میں زندہ جلایا گیا اسکی تصنیف اس کی شہادت سے پیشتر کی ہے۔ اور اغناطیوس پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے شروع میں انطاکیہ کی کلیسیا کا اسقف تھا۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ سنہ ۱۰۰ء سے پہلے اناجیل موجود تھیں جنہیں سے کلیمنٹ اور ہرمس نے اقتباس کیا اور بعد میں اوروں نے بھی۔ علاوہ ان کے پرانے قلمی نسخے اور ترجمے عہد جدید کے ایسے موجود ہیں جو پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے شروع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قسم کی بحث کی

یہاں گنجائش نہیں ورنہ ہم اس امر کو کما حقہ ثابت کر دیتے مگر پھر بھی نہایت ہی اختصاراً عرض کر دی۔ انکی تاریخ دانی کی ایک اور مثال یہہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ "تاریخ سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ یسوع نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا تھا۔ ان بعد میں اس پر ایمان لانے والوں نے اپنے پاس سے معجزات بنالئے" خوب ہے! جبکہ آپ یسوع کے متعلق معلومات کا ذخیرہ" کہتے ہیں اسی کے برخلاف بولتے ہیں جب اس کے سوائے معلومات کا ذخیرہ آپ کے پاس کوئی نہیں تو وہ کونسا ذخیرہ معلومات ہے جس سے آپ اس ذخیرہ کی تردید کر رہے ہیں؟ سوائے ایسے کور باطن کے قیاس اور خیال کے ذخیرہ کے اور بھلا کیا ذخیرہ بقول خود ہو سکتا ہے؟ سچ ہے "برا آدمی اپنے دل کے برے خزانہ سے بری چیزیں نکالتا ہے"۔ لیجئے جناب ہم تھوڑے نمونہ ازخروارے معلومات کے ایک اور ذخیرے میں سے جس کا ان صاحبان کو شاید خیال و گمان بھی نہیں آیا صرف ایک شہادت ایک یہودی مورخ یوسیفس سے پیش کرتے ہیں۔ "اب اس وقت کے قریب ایک دانا آدمی اگر اس کو آدمی کہنا جائز ہے۔ یسوع موجود تھا۔ کیونکہ وہ عجائب کام کیا کرتا تھا۔ وہ ایسے لوگوں کا استاد تھا جو سچائی کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔......... وہ مسیح تھا۔ اور جب پلاطوس نے ہمارے سرداروں کی تحریک سے اسپر صلیب کا فتویٰ لگا دیا تو جو اسکو پہلے سے پیار کرتے تھے انہوں نے اسکو چھوڑ نہ دیا کیونکہ وہ انپر تیسرے دن پھر زندہ ظاہر ہوا جیسا کہ الہٰی نبیوں نے اس کے بارے میں یہہ اور دیگر دس ہزار عجائبات کی پیشگوئی کی تھی" (قدامت یہود ۱۸ کتاب ۳ باب ۳ فقرہ)۔ پس انکی معلومات کا تو یہہ عالم ہے۔ اور مستعد ہوئے ہیں انجیل پر اعتراض کرنے کو۔

آگے چلکر آپ یوں درافشانی کرتے ہیں "جب تک یوحنا لوگوں کو بپتسمہ دیتا تھا۔ تب تک اور اس کے بعد بھی یسوع کو کبھی خیال گمان نہ تھا کہ میں مسیح ہوں ہاں یوحنا کے مرنے پر یہہ خیال اسے پیدا ہونے لگا کہ میں مسیح ہوں اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ مسیح بن گیا"۔ لیجئے حضرت! وہی "یسوع کے متعلق معلومات کا ذخیرہ" اس دعوے کے خلاف بھی شہادت دیتا ہے۔ یوحنا کے دوسرے دن یسوع کی بابت گواہی دینے کے روز ہی اندریاس نے پہلے اپنے سگے بھائی شمعون سے ملکر اس سے کہا کہ ہمکو خرستس یعنی مسیح مل گیا (یوحنا ۱: ۴۱ و ۴۲)۔ پھر سامری عورت کہتی ہے "میں جانتی ہوں کہ خرستس یعنی مسیح آنے والا ہے جب وہ آئیگا تو ہمیں سب باتیں بتائیگا۔ یسوع نے اس سے کہا۔ میں جو تجھ سے بول رہا ہوں وہی ہوں" (یوحنا ۴: ۲۵ و ۲۶ متی ۱۱: ۲) سے ثابت ہوتا ہے کہ "یوحنا کے مرنے" سے پہلے پہلے یسوع کا نام مسیح مشہور ہو چکا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سنکر اپنے شاگردوں کی معرفت اُسے کہلا بھیجا"۔ فرمائیے جناب آپکا دعوے درست ہے۔ یا آپکے "معلومات کے ذخیرہ" کا بیان؟ پھر فرماتے ہیں کہ "انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے اپنے مرنے سے پہلے یہہ دعوے کیا تھا کہ میں جلد آسمانی سلطنت کے درمیان تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤنگا۔ آج ۱۹۰۰ سو سال اس بات کو گذر گئے ہیں۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ ایک بالکل غلط خیال تھا جسکی کوئی بنیاد نہ تھی" جناب من! اپنے دعوے کی تصدیق میں جسپر آپنے خط کھینچا ہے انجیل سے ایک ہی حوالہ تو پیش کر دیں تب جانیں۔

الغرض ہم کہاں تک لکھتے جائیں جب سارا [illegible] کا پزاوا ہی بگڑا ہے تو لوگ کونسی اینٹ اٹھا کر دکھادیں صادق کیا کر سکتا ہے۔ بنیاد جب بگڑی ہو تو حقیقت کو چھپانا اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنا ہی کام ہے۔ مگر جناب ایڈیٹر صاحب! "محال است کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جائے ایشان گیرند"۔

ناظرین نے قائم جزائر کا حال تو ضرور پڑھا اور سنا ہوگا اور جانتے بھی ہیں کہ سمندر میں صدہا جزیرے ہوتے ہیں اور اکثروں نے دیکھا بھی ہوگا۔ مگر آج ہم آپکو بتاتے ہیں کہ سمندروں اور بعض بڑی بڑی جھیلوں میں تیرنے والے جزائر بھی موجود ہیں جو ہوا کے جھونکوں سے ادھر اُدھر بہتے پھرتے ہیں چنانچہ ہمارے ملک معظم کے قبضہ میں بھی ایک ایسا جزیرہ ہے جو ڈرونٹ واٹر میں واقع ہے اور کبھی ہوا کے دھکے سے بہکر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور کبھی مخالف سمت کی ہوا کی زد سے بہت نزدیک آجاتا ہے۔ جیسیل میکسیکو واقعہ امریکہ میں بھی اس قسم کے چند ایک چھوٹے چھوٹے جزیرہ موجود ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ جن باتوں کو ہم پرانے زمانے میں پرانے قصے کہانیوں میں سنا اور پڑھا کیا کرتے تھے کہ وہ باتیں محض گپ اور انسانی دماغ کے اختراع ہیں وہی آج واقعی موجود ہے اور دیکھے جاتے ہیں۔

ہمیں انگریزی اخبار خالصہ ایڈووکیٹ امرتسر میں جو سکھوں کیطرف سے ہفتہ وار شائع ہوتا اس بات کے پڑھنے سے بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے سکھ برادران کے [illegible] خالصہ دیوان نے ایک شخص کو اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ گورمکھی میں انگلش ایجوکیشنل سسٹم کے مطابق ایسی کتابیں لکھے جنہیں سائنٹفک پولیٹکل۔ اور فیلاز افیکل مضامین درج ہوں جن سے

طلبا اور عام الناس کو بڑی دلچسپی ہوگی اور فائدہ پہنچیگا پنجابی زبان میں ان علوم کی بنیاد پڑ جائیگی۔ اور جو لوگ صرف پنجابی زبان سے ہی واقف ہیں وہ یورپین فلسفہ اور دیگر علمی مسایل سے اپنی ہی مادری زبان میں واقفیت حاصل کر سکینگے۔ اگرچہ یہہ کام اپنے طور پر بالکل نرالا ہوگا۔ اور پنجاب کے لوگوں کے لئے خصوصاً مفید پڑیگا۔ مگر کام بہت مشکل ہے کیونکہ یورپین فلسفانہ اور علمی مصطلحات کے مترادف گورمکھی میں مصطلحات ملنی نہایت ہی دشوار ہے اگرچہ ناممکن نہیں مصنف صاحب کو سنسکرت زبان کی ضرور شرن لینی پڑیگی جس کے لئے بڑا ہی جانکاہ اور مدید مطالعہ کرنا پڑیگا مگر ہمت ہارنی نہ چاہئے۔ پنجاب کی ترقی ذہنی میں یہہ کتاب بڑی لازمی ثابت ہوگی ۔

تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ مصر میں مسٹر ایم بوچر ڈرکا انتقال ہوگیا ہے۔ یہہ شخص سوئٹزرلینڈ کے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اسکی پوزیشن ابتدا میں ایک گڈریہ کی تھی مگر وسنگاری محنت کشی اور ہوشیاری نے اسکو وہ عروج دکھایا کہ مرتے وقت دنیا کے مشاہیر میں سے ایک تھا۔ سوئٹزرلینڈ میں سینکڑوں یار واغیار اس کی وفات پر افسوس کر رہے ہیں۔ اور وہ کئی درجن ہوٹلوں کا مالک تھا جو یورپ اور دیگر ممالک میں جگہ بجگہ قایم کئے گئے تھے۔ اور اُسنے اپنے خرچ سے بہت سی کوہستانی ریلوے لائنیں بنائی تھیں تاکہ لوگ اس کے ہوٹلوں میں بہ آسانی پہنچ سکیں کہتے ہیں کہ مسٹر بوچر کے پاس قریب ایک لاکھ مرد و عورت ملازم تھے اُنکی ہر دلعزیزی اس بات میں معلوم ہوتی ہے کہ تمام ملک میں اس کی وفات پر افسوس کیا جاتا ہے اس کی عمر ۷۲ سال کی تھی اور اس کا خاندان بڑا وسیع ہے۔ جو اس کے بعد اس کے کام کو چلائیگا ۔

انگلستان میں ایک خادمہ گائے کا دودھ نکال رہی تھی کہ ایک بلی ایک کتے کے تعاقب سے بچنے کے لئے جھٹ سے گائے کی کمر پر چڑھ گئی گائے نے لات مارکر دودھ گرا دیا اور خادمہ کو بھی کچھ ذرا سی چوٹ لگی۔ اسپر خادمہ نے کتے بلی اور گائے تینوں کے مالکوں پر ہرجانہ کی نالش ٹھونک دی۔ عدالت نے تینوں سے اُسے ۱۸۰ روپیہ بطور ہرجانہ دلوا دیا۔ (مسافر آگرہ)

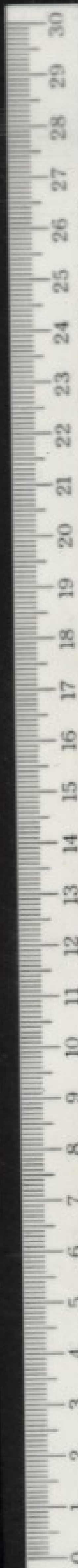
"تین افضل اور بڑی مفید مطلب باتیں یہہ ہیں یعنی پڑھنا۔ بات چیت کرنا۔ اور سوچنا۔ پڑھنے سے ہم مُردوں سے واسطہ پیدا کرتے ہیں۔ گفتگو سے زندوں کے ساتھ۔ اور سوچنے سے اپنے آپ کے ساتھ مطالعہ حافظہ کو معمور کرتا ہے۔ گفتگو سے من مجلّےٰ ہوتا ہے۔ اور سوچنے سے رائے پیدا ہوتی ہے۔ مگر روح کے ان تین شغلوں میں سے۔ اگر ہم یہہ کہیں کہ اُن میں سے کیا بات سب سے ضروری ہے ہمارا اقرار ہے کہ پڑھنا دو باقی ماندہ شغلوں کی بنیاد ہے۔ کیونکہ بغیر پڑھنے کے غور کرنا بے فائدہ ہے اور گفتگو لغو ہی اور بے مزہ ہوتی ہے۔ (واشنگٹن ارونگ) ۔

عورتوں نے آخر میدان جیت ہی لیا۔ پارلیمنٹ میں عورتوں کی رائے زنی کے حقوق کے بارے میں جو مستورات کی طرف سے جد و جہد ہو رہی تھی اس کا نتیجہ ان کے حسب دلخواہ نکل آیا ہے۔ چنانچہ مسٹر جان مارلے نے مقام ناروچ کی زنانہ لبرل ایسوسی ایشن کو مستورات کی تکلیفات کی بابت ذیل کا خط لکھا۔

"ہر فریق کے مدبران اپنے پولیٹکل میدان کارزار میں مستورات کی سرگرم امداد کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ وہ سب خوش ہیں کہ عورتیں ہماری مجلس چھان بین اور دیگر کم درجہ کے انتخابی معاملات میں ہماری مدد کریں۔ بس یہہ کہنا عبث ہے کہ یا تو عورتیں پولیٹکل دلچسپی اور لیاقت میں قاصر ہیں یا یہہ کہ ووٹ دینے کا اختیار اُن کی زنانہ حالت کے لئے مضر ہے۔ اس لگاتار بڑھتی ہوئی آبادی میں مستورات کا جم غفیر اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ اور اُن کو اُن قوانین میں جن سے اُن کی محنتوں کا انتظام ہوتا ہے رائے دینے کا ویسا ہی حق ہے جیسا مردوں کو۔

میرا خیال اس وقت تک یہی تھا کہ یہہ رائے بتدریج پختہ ہو جائے۔ مگر مستورات کا رفاہ عام کاموں میں سے جو اُن کے لئے تابندم وا ہیں۔ اور جہاں بہ اتفاق رائے عامہ وہ مفید کام کرنے کے لائق ہیں یہہ نیا اور نامناسب اخراج اُن تھوڑی مرحلوں میں سے ایک ہے جن سے عام سوالات کو اور زیادہ طول دینا پڑتا ہے۔"

مورخہ ۱۹ اکتوبر سنہ رواں کو رمیوں کا روی نامہ نگار ایک تار خبر دیتا ہے کہ ایک ہندوستانی شہزادہ مہاراجہ بہتور فلارنس کے ایک گرجے میں اپنی ہندوستانی پوشاک ہی پہنے ہوئے داخل ہوگئے۔ لیکن چونکہ مشرق کا یہہ عام دستور ہے کہ لوگ کسی معبد میں اپنے سر سے پگڑی نہیں اتارا کرتے اس لئے انہوں نے بھی اور اُن کے ہمراہیوں نے بھی پگڑیاں نہ اتاریں لیکن جب دربان نے مترجم کے ذریعہ سے شہزادہ اور اُس کے ساتھیوں کو اپنی اپنی پگڑیاں اتارنے کو کہا۔ تو وہ اپنے پیروں سے جوتیاں اتارنے کو تیار ہوگئے اور پگڑی اتارنے سے انکار کیا۔ جیسا کہ اہل مشرق کا



دستور ہے۔ مگر اس طریقہ تعظیم سے دربان کی تشفی نہوئی اور اُس نے انہیں کہا یا تو تم اپنی پگڑیاں اتارو یا گرجے سے باہر نکل جاؤ۔ لہذا انہوں نے گرجے سے باہر نکل جانا منظور کیا۔

بیشک گرجے میں یا کسی مکان میں داخل ہوتے وقت سر سے ٹوپی یا پگڑی اُتارنا ایک عام مغربی دستور ہے۔ اور اس کے برعکس مشرقی دستور ہے کہ کسی معبد یا زیادہ مصفےٰ اور آراستہ مکان میں داخل ہوتے وقت اپنے پیروں سے جوتی اتاری جائے۔ مگر جس طرح سے ہمارے ہندو مسلمان بھائی اس فعل کو اپنے مذہب کے رو سے بیعزتی اور توہین مذہب تصور اور یقین کرتے ہیں کہ کوئی شخص اُن کے معبد میں جوتی پہنے چلا جائے اُسی طرح اہل مغرب ٹوپی یا پگڑی پہنے ہوئے کسی کو اپنے گھر یا گرجے میں آنے سے روکتے ہیں کیونکہ اُن کے خیال میں یہہ اُن کی بیعزتی یا توہین مذہب ہے۔ اس لئے مہاراجہ صاحب کو ناخوش ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ڈیوک آف کناٹ نے سول سروس کی ایک ضیافت کے وقت یہہ کہا کہ میرے ہندوستان میں سات سال کے قیام کے اندر میں نے ہندوستان کے سول سروس کے کام کو بڑی تعجب کی نگاہوں سے دیکھا جو کچھ ہندوستان میں میں نے دیکھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سول سروس کے ممبران اپنے کام کو بڑے دل و جان سے کر رہے ہیں۔

---

۱۷ نومبر کا پیسہ اخبار کرنل نواب افسر الملک بہادر سی آئی ای ایڈیکانگ حضور نظام کی پوتی اور کپتان ممتاز یار الدولہ بہادر کی صاحبزادی کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کے غور طلب فقرے استعمال کرتا ہے "انکی عمر ابھی دس ہی سال کی ہے مگر چونکہ ابتدائی تعلیم انگلستان میں حاصل کی ہے اس لئے انہوں نے غیر معمولی ترقی کی ہے"۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ غیر معمولی ترقی حاصل کرنے کے لئے انگلستان کی تعلیم اور تہذیب کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے ترقی کے سب سے اونچے زینہ پر چڑھنا موجودہ زمانہ میں ناممکن ہے۔

سنا جاتا ہے کہ مہاراجہ کشمیر نے گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے راجہ آف پونچھ کے ایک شیر خوار لڑکے کو اپنا متبنیٰ بنایا ہے۔ مگر یہہ کام محض مذہبی مقاصد کے لئے شخصی اور پرائیویٹ انتظام تک ہی محدود رہیگا اور جہاں تک کشمیر کے عام سلسلہ جانشینی سے اس کا کسی نہج پر تعلق نہوگا۔

بنگال گورنمنٹ نے سنکونا کی کاشت کا انتظام کیا ہوا ہے اور کونین کے بہم پہنچانے کا پورا پورا بندوبست کر لیا ہے۔ یہہ کام مقام سونا دا میں ہو رہا ہے۔ اس کام کو آغاز ہوئے چار سال ہو گئے ہیں اور اب کارخانہ میں سنکونا کے چھلکے بکثرت پہنچائے جا رہے ہیں تاکہ وہاں مشینوں میں سنکونا تیار ہو کر فروخت کے لئے جا بجا بھیجا جائے۔ اس کارخانہ میں کئی ایک اور نئی کلیں منگوائی گئی ہیں اور کارخانہ کو زیادہ توسیع دیجا رہی ہے۔ اب سودیشی کونین اور سنکونا بکثرت مہیا ہوا کریگا اور امرا و غربا سب کے سب بہ آسانی اسکو خرید سکینگے۔

آگرہ کے جہانگیری محل کی از سر نو تعمیر کے متعلق جو کھدائی ہو رہی ہے۔ وہاں پرانی دیوار یا بنیاد کا ایک چھوٹا سا قطع برآمد ہوا ہے۔ وہاں کے انچارج آرکیالوجیکل انجینیر کی رائے ہے کہ یہہ دیوار کا ٹکڑا نہایت ہی قدیم زمانہ کی عمارت یا عمارتوں میں سے ہے جہاں پر ایک قلعہ تھا۔ اور اکبر کے زمانہ سے دو ہزار برس پیشتر کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر تا ہنوز یہہ پختہ معلوم نہیں ہے کہ یہہ مقام بدھسٹ یا جینیوں کے متعلق تھا۔ مگر آگرہ کی آرکیالوجیکل سوسائیٹی کا بیان ہے کہ یہاں پر جینیوں کے ایک مندر کے نشانات پائے جاتے ہیں۔

مُراسلات

جنرل لیک صاحب بہادر کی یادگاری کا انعام

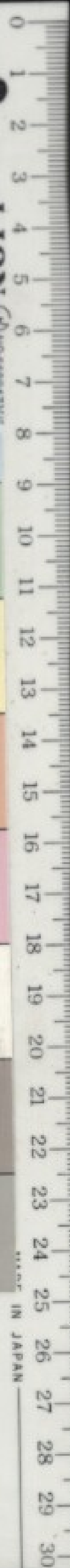
نئے اور پرانے عہد نامے کی واقفیت کی بابت۔

جو پنجاب اور صوبہ سرحدی شمال مغربی کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بغیر قید مذہب اور ملت مقرر ہے۔ بشرطیکہ اُن کی عمر ۲۳ سال سے کم ہو۔ اور انہوں نے کسی مدرسہ علم الہٰی میں تعلیم نہ پائی ہو۔

یہہ امتحان ۱۹ جولائی ۱۹۱۷ء میں ہوگا۔ جو طلبا امتحان میں داخل ہونا چاہیں اُن کے ناموں کی فہرست جس میں عمر و ذات جائے پیدائش وغیرہ درج ہو بہ تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صاحب مدرسہ پندرہ جون ۱۹۱۷ء تک یا اس سے پہلے پشاور میں پادری ایم۔ ای ورگم صاحب کے پاس پہنچ جانی چاہئے۔

درجہ اعلیٰ۔ میں وہ طلبا شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے معقتہ مڈل کی تعلیم یکم اگست ۱۹۱۶ء تک یا اُس سے پہلے ختم کر لی ہو۔

درجہ ادنیٰ۔ اُن طلبا کے لئے ہے جنہوں نے



تاریخ مذکورہ بالا تک حصہ مڈل کی تعلیم ختم نہ کی ہو۔

جس درجہ میں کسی امیدوار نے ایک دفعہ انعام پایا ہو دوسری مرتبہ وہ اُس امتحان میں انعام کا مستحق نہ ہوگا۔

پرچے اردو میں دیئے جائینگے۔ طلبار جواب اردو یا انگریزی میں دے سکتے ہیں۔ پاس ہونے کے لئے ۳۳ فیصدی نمبر ہر ایک پرچے میں اور کل مجموعے میں ۴۵ فیصدی ہونے چاہئیں۔

مضامین امتحان بابت ۱۹۰۷ء

درجہ اعلیٰ

(۱) یسعیاہ ۴۰ سے ۶۶ تک۔ دانیال ا سے ۶ تک۔

(۲) انجیل لوقا اور یعقوب کا خط۔

(۳) نئے اور پرانے عہد نامہ سے عام سوالات (صرف مسیحی طلبار کے لئے)

درجہ ادنیٰ

(۱) دانیال عزرا اور نحمیاہ کی زندگیوں کے حالات۔

(۲) انجیل لوقا اور باب ۲۔ ۱۵۔ ۲۴ حفظ کریں۔

مضامین امتحان بابت ۱۹۰۸ء

درجہ اعلیٰ

(۱) پیدائش کی کتاب۔

(۲) انجیل مرقس اور عبرانیوں کا خط۔

(۳) نئے اور پرانے عہد نامہ سے عام سوالات (صرف مسیحی طلباء کے لئے)۔

درجہ ادنیٰ

(۱) یعقوب اور یوسف کی زندگیوں کے حالات

(۲) انجیل مرقس اور یسعیاہ کے باب ۵۳ و ۵۵ حفظ کریں۔

جو طلبار درجے اعلیٰ میں داخل ہوں اگر مسیحی نہ ہوں تو اُن کو پہلے اور دوسرے پرچے کی اوسط تیسرے پرچے کی عوض میں جو سب سے مشکل ہو دیجاویگی۔

اگر چہار انعام مسیحی طلبار حاصل کرلیں تو اس حالت میں ان کے علاوہ ایک اور انعام جو تیسرے انعام کے برابر ہوا اُس امیدوار کو دیا جاویگا جو غیر مسیحی طلبار میں سب سے اول رہا ہو بشرطیکہ وہ امتحان میں پاس ہو۔ جو طلبار درجہ ادنیٰ میں غیر مسیحی ہیں انکو الگ نمبر دیئے جائینگے اور الگ انعام دیئے جائینگے۔

تفصیل انعامات

درجہ اعلیٰ ۲۰؎ ۱۵؎ ۱۲؎ ۱۰؎

درجہ ادنیٰ مسیحیوں کیواسطے ۱۵؎ ۱۰؎ ۵؎

غیر مسیحیوں کیواسطے ۱۵؎ ۱۰؎ ۵؎۔

علاوہ انعامات نقد کے ہر ایک طالب علم کو ایک بائبل یا کوئی دوسری مسیحی دین کی کتاب مفت عطا کی جاویگی۔

سرٹیفکیٹ

ہر ایک دیگر طلبار کو جو پاس ہوا ہو مگر انعام حاصل نہ کرسکا ہو ایک سرٹیفکیٹ بمعہ ایک تصویر جنرل لیک صاحب بہادر عطا ہوگا۔

بموجب حکم انتظامی کمیٹی

جون ۱۹۰۶ء

پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے اورینٹل کالج کے بارہ میں جو سوال پیش کیا گیا تھا اس کی تحقیقات کے واسطے ایک خاص سب کمیٹی مقرر کی ہے۔ اور اس کو یہ ہدایت بھی دی ہے کہ اس کالج کے متعلق سکیم آف سٹیڈی۔ اور سٹاف۔ اخراجات کا بھی ذکر کرے۔ اس سب کمیٹی کے ممبران حسب ذیل ہیں۔ ڈاکٹر جے سی آر یوینگ۔ مسٹر ایس رابسن۔ رائے صاحب گنج بہاری تھاپر۔ لالہ شادی لال۔ لالہ تو جارام۔ میاں محمد شفیع۔ مولوی فضل۔ اور مسٹر اے سی وولنر۔

تہنیت نامہ

بتقریب شادی کتخدائی عالیجناب ریورنڈ اے سی کلارک صاحب بہادر پرنسپل مشن سکول امرتسر دام اقبالہٗ

جب کسی کو گھر کی آبادی کا ہوتا ہے خیال
سوچتا ہے اپنی شادی کے لئے وہ نیک فال
انتخاب اپنے لئے کرتا ہے وہ دنیا کی حور
جس کی صورت دیکھتے ہی ہو مسرت کا ظہور
یہ سمجھکر فائدے ہوتے ہیں کیا کچھ بیاہ کے
پیاری دلہن لاتے ہیں گرجا سے دلہا بیاہ کے
ہوتی رہتی ہے دن ہیں اکثر ایسی شادیاں
جن کے گرجا کے رجسٹر میں مفصل ہیں بیان
دیسی گرجا کر رہا ہے شوق سے یہ آشکار
بیرے ان شادی کی ہوتی رہتی ہے اکثر بکار
ایسی شادی لیکن اس سے پہلے دیکھی ہی نہیں
جو ہوئی تھی اس مہینے گیارھویں کی چودھویں
پادری۔ استاد۔ طالب علم۔ واقف آشنا
ہو رہے تھے دل میں اک شوق سے رونق فزا
آراستہ سے کے پلیٹ تک جدھر جاتی نظر
ٹھنڈی آنکھیں ہوتی تھیں جلسے کا نقشہ دیکھکر
بج رہا تھا جوش میں شادی کا گھنٹا بار بار
دے رہے تھے نشاط انگیز نغمے اپنی بہار
جانتا ہی میں ہوں وہ تھی میرے دل کو کیا خوشی
دیکھتا جس کو خوشی۔ پاتا خوشی۔ ملتا خوشی





پھر کھڑے ہوکر یہ کی میکنزی صاحب نے پکار
آج کیوں عطر عروس اپنی دکھاتا ہے بہار

افتخار عیسائیوں کے بشپ صاحب نیک ذات
واجب التکریم۔ عالیجاہ۔ ملکوتی صفات

ہو گئے پلپٹ پہ جب اک شان سے جلوہ نما
وعظ بھی ایسا ہوا جو لطف خاصہ دے گیا

ہو چکیں جب اسطرح سب ابتدائی باتیں ٹھیک
نکلے دونوں ہونے والے اپنے دکھ سکھ میں شریک

ہاتھ سے جب بشپ صاحب کو ملے دونوں کے ہاتھ
جوش میں بھر کے گئے دولہا کو دلہن اپنے ساتھ

ہاں! یہ دلہن ہی تو ہے فرخندہ طالع نیک بخت
اب اسے کہتے نہیں کوئی بھی مس وائیٹ برخت

چرچ میں شادی کے دن سے چھوڑ کر وہ پہلا نام
آپ کہلاتی ہیں اب مسز کلارک نیک نام

کیا مبارک نام دلہن کو یہ دولہا سے ملا۔
کون دولہا۔ ریورنڈ۔ اے۔ سی کلارک باخدا

یہ پرنسپل ہیں اپنے چرچ مشن اسکول کے
یہ ہیں واقف نکتہ معقول اور منقول کے

مدرسہ کے مدرسہ کو بھی خوشی اس بیاہ کی
ٹیچروں۔ لڑکوں نے دل کے اس سے دی تہنیت دی

جہاں وہ منبر یاں کی ہے زبان پر یہ دعا
ہوں سلامت باکرامت دلہن و دولہا سدا

گذرانیدہ سٹاف وطلباء چرچ مشن سکول امرتسر

ایک جاپانی سکواڈرن موسم بہار میں سان فرانسسکو میں جانے والی ہے اور بندرگاہ کے افسران کو حکم ہوا ہے کہ اس کے استقبال اور خیر مقدم کی تیاری کریں۔

اخبار پنجابی پر مقدمہ

دوسری پیشی

(رسالہ کے لئے دیکھو نور افشان مطبوعہ ۲۳ نومبر کا پرچہ)

کہ کانسٹیبل سے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے گھوڑے پر چڑھنے کو کہا تھا اور جب کہ وہ اس پر سوار تھا گھوڑا بھاگا اور وہ گر پڑا۔ مرحوم خوب مضبوط اور ہٹا کٹا تھا جسم پر بیدردی کے آثار پائے جاتے تھے بندوق کی گولی لگنے کے کوئی نشان نہ تھے۔ کچھ چوٹیں جسم پر بیشک تھیں جن کا مفصل حال میری رپورٹ میں درج ہے موت کا سبب دماغ کا پھٹ جانا اور دماغ سے خون کا بہنا تھا۔ جو غالباً گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ جسم پر کوئی ظاہرا جبر کے نشانات نہ تھے۔ یعنی یہ کہ کسی نے گلا وغیرہ نہیں گھونٹا تھا یا یہ کہ جسم سے کسی نے بری طرح سلوک نہیں کیا تھا ضرب نمبر ۱۲ سے جو سر کے پیچھے کی طرف ہے یہ پایا جاتا ہے کہ گھسیٹا گیا تھا۔ جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ گھوڑے پر سے گر کر مرا تھا بائیں طرف اس کی ضربیں تھیں جیسے ہی کہ اس کا پیر رکاب پر پھسلا ہوا ہو گا وہ گر پڑا ہو گا۔ اس کے بائیں پیر پر دو ضربیں تھیں اور بائیں تختہ پر ایک ضرب جو رکاب سے لگ گئی ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ مرحوم اپنی پیٹھ کے بل گرا۔ جس سے کہ دماغ پھٹ گیا اور بہت ہی خون بہا وہ پوسٹ مارٹم سے ۴۸ گھنٹہ قبل کے عرصہ میں مرا ہو گا اس کا پاجامہ اور کرتہ خاک آلودہ تھے اور اس کا کرتہ اس جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ جہانتک پسلیوں میں دو جگہ پر ضرب آئی ہوئی تھیں لالہ لاجپت رائے نے عدالت سے کہا کہ ان کا اعتراض لکھ لیا جائے۔ کہ نقل رجسٹر جبکہ اس کی اصل موجود نہیں اور اس کے گم ہونے کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ کیوں پیش کی گئی اعتراض لکھ لیا گیا۔ اس دن جرح نہیں کی گئی ؎

گواہ نمبر ۳

سادھو مل گوجرانوالہ والے نے حلفاً بیان کیا ہے میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گوجرانوالہ کے دفتر میں ہیڈ کلرک ہوں۔ دفتر مذکور میں رفعت علی کے مقدمہ کی تحقیقات وغیرہ اس کے پوسٹ مارٹم کے بارہ میں جو کاغذات تھے ان کو ڈھونڈا گیا۔ لیکن دستیاب نہ ہوئے یہ کاغذات ڈپٹی انسپکٹر جنرل مشرقی سرکل کے پاس سنہ ۱۹۰۵ء میں بھیجے گئے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو واپس بھی آگئے تھے۔ ریکارڈ سے ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ وہ پھر کہیں بھیجے گئے ہوں نقل اسکی دکھائی گئی اور صحیح پائی گئی۔ ہونکنگ کاغذات کی تلاش کی گئی لیکن وہ نہ ملے۔ لالہ لاجپت رائے نے جرح کی تو گواہ نے بیان کیا۔ میں اس دفتر میں پہلے ۱۹۰۰ سے ہوں میں ان کاغذات کی نسبت اپنے ذاتی تجربہ سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پہلا اندراج ان کاغذات کے متعلق رجسٹر میں ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کے دن ہے جبکہ یہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کو بھیجے گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاغذات مئی کے مہینہ میں واپس آگئے ان کاغذات کو دفتر میں ہونا چاہئے مجھکو نہیں معلوم سنہ ۱۹۰۵ء میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کون تھا مجھکو نہیں معلوم کہ کاغذات کب غائب ہو گئے مگر گم ہو جانے کا اب حال معلوم ہوا۔ جب اس مقدمہ کے معاملہ میں ان کی تلاش کی گئی ؎

گواہ نمبر ۴۔ بالک رام نے حلفاً بیان کیا میں اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر دفتر انسپکٹر پولیس میں ہوں دفتر مذکور میں ان کاغذات کی تلاش ہوئی ہے میں نے خود کوئی تلاش نہیں کی۔

گواہ نمبر ۵

نواب خان نے حلفاً بیان کیا ہے میں اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں ہیڈ کانسٹیبل ہوں۔ میں رفعت علی کانسٹیبل کو جانتا تھا جہانتک مجھ کو یاد ہے وہ گھوڑے سے گر کر مرا مجھکو نہیں معلوم یہ کب واقعہ ہوا۔ اس کے موت کے بارہ میں تحقیقات ہوئی تھی۔ میں نے

تحقیقات کی تھی اور صورت حال کی رپورٹ کی تھی۔ مجھ کو اس کے بارہ میں ہر ایک بات یاد نہیں (رجسٹر نمبر ۲ تھانہ صدر وزیرآباد دکھلایا گیا) میں نے یہہ رپورٹ کی تھی اور یہ میرے ہاتھ کی نوشت ہے یہ میں نے خود طیار کی تھی۔ یہ تھانہ میں رکھی جاتی ہے۔ اصل صدر کو بھیجدی جاتی ہے۔ مجھے رام نراین ڈپٹی انسپکٹر کا خط ۸ دسمبر کو ملا تھا۔ کہ رفعت علی کانسٹیبل گھوڑے کے ہمراہ صبح سات بجے جھبکار منڈی سے گھوڑا لینے گیا ہے۔ گھوڑا لوٹ آیا لیکن کانسٹیبل نہیں لوٹا۔ گھوڑا شام کو لوٹا تھا۔ میں صدر سٹیشن پر تھا اور کانسٹیبل شہر کے تھانہ پر۔ جس نے مجھ کو لکھا کہ تلاش کی جاوے میں نے بیلا کی جانب چوکیداروں اور کانسٹیبلوں کو تلاش کے لئے بھیجا۔ ۱۰ تاریخ کو بھولا نے ۲ بجے شام رپورٹ کی کہ مردہ جسم نرکلوں میں خیرن کنوئے کے پاس پایا گیا۔ تب میں جیون کانسٹیبل کے ہمراہ موقعہ واردات پر گیا الہ دتا اور بوٹا چوکیداران وزیرآباد رپورٹ کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ مہر سنگھ۔ محمد دین۔ نواب بیگ کانسٹیبلان واتر سنگھ۔ امر سنگھ۔ بھولا۔ بدھا۔ جیون شاہ۔ پیر بخش ان تمام اشخاص نے میری رپورٹ کی تصدیق کی۔ علم دین سارجنٹ بھی وہاں آیا وہ لاش رفعت علی کی تھی اور نرکلوں میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ سڑک سے دور نہ تھی کوئی ۴۰ خواہ ۵۰ کرم کے فاصلہ پر تھی لیکن نرکلوں کی وجہ سے دکھلائی نہیں دیتی (رجسٹر دکھلایا گیا) یہ صورت حال کی نقل ہے۔ جو میں نے طیار کی تھی۔ اس میں میں نے ٹھیک طور پر لاش کا حال و نیز کپڑوں کا حال درج کیا ہے۔ سر میں پیچھے کی طرف لگا ہوا خون تھا۔ بائیں پیر اور بائیں کندھے پر چوٹ میں تعین کوئی گولی لگنے کے نشان جسم پر نہ تھے میں اس کو دیکھ کر یہ نہ پہچان سکا۔ کہ موت کا کیا سبب تھا۔ میں نے لاش کو علم دین سارجنٹ کے چارج میں بھیجدیا۔ میں بھی ہسپتال تک ہمراہ گیا۔ مہر سنگھ اور نواب بیگ لاش کے ساتھ ساتھ تھے تحصیلدار محمد نقی نے لاش کو ہسپتال میں دیکھا تھا۔ اُن کی اب فوت ہوگئی ہے۔ لاش مردہ خانہ میں رکھدی گئی اور اُس پر پہرا بٹھا دیا گیا۔ میں پھر کرم چند کے ساتھ موقعہ واردات پر نہیں گیا۔ اس مقام پر کوئی نشانات نہیں تھے۔ وہاں پر ایک نشان گھوڑے کا نیچے سڑک کے آنے کا تھا۔ وہ جگہ صدر سٹیشن وزیرآباد سے ۱ میل دور ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے مکان کی وزیرآباد والی سمت میں واقعہ ہے۔ آئندہ رپورٹ رام نراین اور کرم چند دونوں کی تھیں۔ جرح دوسری پیشی کے لئے ملتوی کردی گئی ؛؛

گواہ نمبر ۶

کرم چند سب انسپکٹر ضلع شاہ پور نے حلفاً بیان کیا :- میں نے رفعت علی کانسٹیبل کے مقدمہ میں آخر کو تحقیقات کی تھی۔ میں صدر اسٹیشن وزیرآباد میں تعینات تھا۔ میں تحقیقات میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حکم سے شامل ہوا تھا۔ مجھ کو ٹھیک مہینہ اور سال یاد نہیں۔ میں اس مقام کو گیا تھا جہاں لاش پڑی تھی وہ وزیرآباد سے گجرات کی سمت میں واقعہ تھی۔ مجھ کو اُس مقام کا ٹھیک پتہ یاد نہیں۔ وہاں پر گھوڑے کے پیر کے نشان اور خون کے نشان موجود تھے۔ اس جگہ کے چاروں طرف نرکلوں کے درخت تھے اور لاش سڑک سے نہیں دکھائی دیتی تھی میں نے لاش کو نہیں دیکھا لالہ لاجپت رائے نے اعتراض کیا کہ گواہ کی رپورٹ رجسٹر نمبر ۲ میں اپنے دستخطی نہیں ہے۔ پس وہ اُس کو دیکھ نہیں سکتا مسٹر پیٹ مین نے دفعہ ۱۵۹ شہادت ایکٹ کا حوالہ دیا اور اعتراض نہیں مانا گیا ؛

میرے ہمراہ رام نراین چودھری جان محمد ذیلدار سردار سردول سنگھ نمبردار وزیرآباد اور کرم دین گئے تھے بھولا نے موقع واردات دکھلایا تھا۔ وہ جگہ گرانڈ ٹرنک روڈ سے ۲۰ کرم پر ہوگی اور پگڈنڈی سے ۱۵ کرم پر شیر نوال کنوئیں سے ۱۰۰ کرم کے فاصلہ پر۔ میری رپورٹ کی اُن لوگوں نے جو وہاں موجود تھے۔ تصدیق کی تھی۔ میں ہسپتال بھی گیا تھا اور لچھمن داس اسسٹنٹ سرجن سے ملا تھا جنہوں نے کہ رفعت علی کی موت کا باعث مجھ کو بتلایا تھا کہ وہ گھوڑے پر سے گر کر مرگیا۔ اس سوال کے بارہ میں اعتراض کیا گیا تھا لیکن اعتراض نہیں مانا گیا۔ لالہ لاجپت رائے نے جرح کی تب گواہ نے بیان کیا :- رپورٹ اس ہی دن کی لکھی ہوئی ہے جس دن میں جائے واردات پر گیا تھا۔ یعنی ۱۷ دسمبر کی۔ اُس سڑک کا نام گرانڈ ٹرنک روڈ ہے اور وہاں رات دن رستہ چلتا رہتا ہے۔ وہ راستہ دریا کی طرف جاتا ہے۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ وہ سڑک وہاں کتنی اونچی ہے۔ وہ مقام ملکھوالا اور چناب کے درمیان ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ مقام پل سے کتنی دور پر ہے۔ گھوڑے کے پیر کے نشان ڈھکے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ زمین میں کھدے ہوئے تھے۔ وہ نشان ایک پٹے میں تھے جو کہ ملائم تھا جس دن میں وہاں گیا اُس دن تک وہاں خون کے نشانات موجود تھے۔ وہ نشانات کالے پڑگئے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ شیر نوالہ کنواں کھیتی کے واسطے ہے۔ شکل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا کنواں جس سے کھیتی کو پانی دیا جاتا ہے۔ میری رائے اُس رپورٹ میں یہہ دی ہوئی ہے کہ موت کے سبب میں شبہ کی کوئی وجہ نہیں۔ میری رپورٹ کا آخری کالم ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حکم کی تاریخ بتلاتا ہی اور وہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۹ء ہے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھ

کو وہ حکم کب ملا۔ اس وقت صاحب موصوف وزیرآباد میں تھے۔ میں نے اپنی تحقیقات سے پہلے لوگوں سے اُس شخص کے موت کے بارہ میں کچھ نہیں سنا میں نہیں کہہ سکتا کہ میں ۸ دسمبر سے ۱۶ دسمبر تک اپنے تھانہ میں رہا تھا یا نہیں۔ میں نے دسمبر میں رفعت علی کے گولی سے مارے جانے کی نسبت کچھ نہیں سنا مجھ کو معلوم ہے کہ جب میں وزیرآباد میں تھا۔ تب وہاں ایک ولا بدمعاش تھا۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ اُس نے کوئی شکایت ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کی تھی۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ اس واقعہ کے کتنے دن بعد وہ چوری کے جرم میں پکڑا گیا۔ میں نے اُس کیس کا چالان کیا تھا پہلے وہ بابا مہن سنگھ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ بعد کو اس کا مقدمہ سشن سپرد کر دیا گیا تھا۔ میں نے نہیں سنا کہ اس نے اپنی صفائی میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس پر کوئی الزام لگایا تھا۔ مجھ کو نہیں یاد کہ میں نے یہ کبھی سنا ہو۔ میرا بیان اس مقدمہ میں ہوا تھا مولانے مجھ پر جرح کی ہو لیکن مجھ کو یاد نہیں۔ ۱۹۰۵ء میں میرے برخلاف کوئی رشوت کا جرم نہیں لگایا گیا تھا۔ میرے برخلاف ۶ یا سات مقدمہ تھے۔ لیکن مجھ کو یاد نہیں کہ کس سال میں۔ ایک مقدمہ میں میرے اوپر جرم لگایا گیا تھا۔ لیکن میں بری ہوگیا۔ باقی کل مقدمہ خارج کر دیئے گئے مسٹر سپنسر نے میرے حق میں گواہی دی تھی۔ اس کے بعد میرے برخلاف کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ کوئی عرضی میرے برخلاف سنگھو کی اور ستو کی سے نہیں دی گئی تھی اس رپورٹ کی نقل رجسٹر میں نواب خان نے کی تھی میں نے اس کو کبھی نہیں پڑھا اور نہ ہی بعد کو مقابلہ کیا۔ میں نے جب سے اصل کو بھی نہیں دیکھا ہو کالم سات میں میری رپورٹ خالی تھی۔ وہ کالم موت کے رپورٹ کے تعداد کے بارہ میں ہے۔ جب ہم تھانہ سے تحقیقات کے لئے جاتے ہیں تو وقت روانگی براے تحقیقات

و وقت تحقیقات درج کر جاتے ہیں۔ لیکن ایسے کاغذات پر یہ اندراج نہیں ہوتے ۔

مسٹر ریٹ مین نے دوبارہ سوال کئے تو گواہ نے کہا۔ ولا بدمعاش نمبر ۱۰ کا تھا۔ اُس کو سات سال کی سزا ہوئی تھی میرے برخلاف وہ مقدمہ اس وجہ سے دائر کئے گئے تھے کیونکہ تحصیلدار محبوب عالم کی محبت کھٹ پٹ تھی ۔

مقدمہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۶ء کو تیسری پیشی کے لئے ملتوی کر دیا۔ از پرکاش ۔

محسن یگانہ فیض زمانہ جناب اڈیٹر صاحب اخبار نور افشان زاد عنایتہ۔

اسلام علیکم مضمون مندرجہ ذیل درج اخبار کر کے مشکور فرماویں۔

قادیان پر زوال آنیکی پیشگوئیان

مینے خود کشف کی نگاہ سے دیکھا ہے کہ مولوی نور دین کی زندگی کے درخت کی جڑ کو کیڑا لگ گیا اور جڑ کمزور ہو گئی ہیں میں اُنکو خبر دیتا ہوں اور اطلاع کرتا ہوں کہ وہ اپنے ضلالت پنے سے باز آوے اور صراط مستقیم کو اختیار کرے ورنہ موت دردناک سامنے کھڑی تاک رہی ہے اور مرزا قادیانی کے زندگی کا درخت سرسبز بھی ہے اور مضبوط بھی ہے لیکن اس کے زندگی کی درخت کی جڑ میں گرم پانی پکتا ہوا ڈالا گیا۔ اور مجھکو یہہ بھی الہام ہوا ہے کہ مرزا کا لنگر خانہ تباہ ہو گا اور تنگی آویگی کیونکہ لنگر خانہ پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے وہ بہت ظلم کا ہے اور مجھکو یہہ بھی خواب نظر آیا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور کبھی وہ زمین کے اندر دھنس جاتا ہے اور پھر نکل آتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے اور پھر نکل آتا ہے اور میں اس کا تماشا ایک مکان پر سقف والی مسجد میں

میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں جسکی تعبیر یہ ہے کہ مرزا قادیانی مال دولت کی طمع میں ہلاک ہوگا اور دوسری تعبیر یہ ہے کہ وہ بعد مرنے کے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور مجھکو یہہ بھی الہام ہوا ہے کہ چند زلزلے خفیف اور تیز اور بھی آنیوالے ہیں جو صرف مرزا کی بدعقائد کی وجہ سے اور خلق اللہ کی شامت اعمال سے آوینگے نہ کہ مرزا کی تکذیب سے پس اے مسلمانو مرزا کے کید سے بچو اور توبہ کرو اللہ تمپر رحم کرے۔

راقم قاضی عبدالعزیز مرید قادیانی از قصبہ تھانیسر ضلع کرنال

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہی جو دو من اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے بشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہے

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے	۸	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	۱۲	"
" " پچیس " " " "	۸	" "
" " پندرہ " " " "	۱۲	" "

ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ سالانہ

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے ۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے ۔

المشتہر

پادری اے ۔ جی ۔ میکگاؤ الموڑہ یو ۔ پی ۔ صوبجات

پرسبٹیرین بیواؤں و یتامی کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۷۲ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہی یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہی جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے ۔ اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہی ۔ اس فنڈ کا نرخ کمی اور اس قسم کے فنڈ سے یہہ ارزان ہے ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہی مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامے میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہی صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہی ۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم اے فنجنگ ڈایرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۸ معہ ضمیمہ ۸ اگر
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک " ۸ " ۸
قیمت ہر حالت میں پیشگی بیجانی ہوگی ۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸	۱۲	ے
چوتھائی کالم	۱۲	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	عہ
پورا کالم	عہ	عہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	مہ	لعہ

ایکدفعہ کے لئے فی سطر کالم ۱۲ ما بعد کے لئے ۲ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ۔

(نوٹ)

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول	بلا محصول	۸
" " " " " "	معہ محصول	۸
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول		۸

نوٹ ۔ درخواست خریداری کیساتھ اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہئے (۱) کا ٹکٹ بھیجکر جنرل لسٹ مفت طلب کرو

صرف چھ روپیہ مین

بارہ روپیہ قیمت کی ریو لو ڈ جیسی شکل کی ہوائی بندوق معہ ایک نفیس سچا ٹایم دینے والی جیبی گھڑی کے ثنائی جاتی ہے ۔ یہہ بندوق ۵۰ فٹ کے فاصلہ سے چڑیا ۔ تیتر ۔ بٹیر کبوتر وغیرہ عمدہ طور پر شکار کرتی ہے ۔ ولایت کے لوگ دلچسپی کیلئے ان بندوقوں کو اپنے پاس ہر وقت رکھتے ہیں ۔ لطف یہہ کہ اس بندوق کیلئے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی روک نہیں ۔ بلا لیسنس ہر شخص اس بندوق کو اپنے پاس رکھنے اور اس سے شکار کھیلنے کا حق ہے ۔ اگر دوسری جگہ ہماری جیسی صرف بندوق ہی بندوق بارہ روپیہ کو دستیاب ہوتو ہم سے صرف چھ روپیہ میں ہی بندوق اور گھڑی گویا دونوں چیزیں خرید فرمائیے ۔ ورنہ ہرگز نہیں ۔

ملنے کا پتہ ۔ مینجر وی امریکن ہوس شہر میرٹھ